7208-کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم غلطی کرسکتے ہیں۔

سوال

میرا سوال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے ، بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ وہ معصوم ہیں اوران سے گناہ سرزد نہیں ہوتے ، اور بعض کہتے ہیں کہ ان سے غلطی ہو سکتی ہے ،اور میرا شخصی طور پر یہ عقیدہ نہیں کہ وہ خطاء کے بغیر ہیں وہ اس لئے کہ آپ بشر ہیں ، توکیا یہ ممکن ہے کہ آپ قرآن وسنت سے صحیح رائے دے سکیں میں آپ کا مشکور ہوں ؟ اوراللہ تعالی ہی بڑا ہے ۔

پسندیدہ جواب

اول : آپ نے سوال میں لفظ خطایا استعمال کیا ہے جس کا استعمال بہت بڑی غلطی ہے ، کیونکہ خطایا خطیئۃ کی جمع ہے جس کا معنی گناہ ہے جوکہ انبیاء ورسل سے ہونا محال ہے ، بلکہ صحیح یہ تھا کہ آپ اخطاء کا لفظ استعمال کرتے جس کا معنی غیر ارادی طور پر غلطی کرنا ہے اور پھر بعض اوقات غلطی عفوی ہوتی ہے لیکن گناہ کا معاملہ اس طرح نہیں ۔

دوم : اب رہا مسئلہ غلطی اورخطاء کا توانبیاء اوررسل علیہم السلام اوران میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہیں نے کبھی بھی ارادی طور پر رسالت کے بعد کوئی ایسی غلطی نہیں کی جوکہ اللہ تعالی کی معصیت میں ہواوراس پر مسلمانوں کا اجماع ہے اور سب انبیاء ورسل علیہم السلام کبائر سے معصوم صغیرہ کے علاوہ ۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں :

(یہ قول کہ انبیاء کبیرہ گناہ سے معصوم ہیں صغیرہ کے علاوہ اکثر علماء اسلام اور سب گروہوں کا قول ہے ، اوراسی طرح اہل تفسیر اوراہل حدیث اوراکثر فقہاء کا بھی یہی قول ہے ، بلکہ صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اورسلف صالحین اورآئمہ اکرام اورتابعین عظام اور تبع تابعین رحمہم اللہ جمیعا سے اس قول کے علاوہ اور کوئی قول منقول نہیں) مجموع الفتاوی (4/319)

اوراسی موضوع کے بارہ میں مندرجہ ذیل سوال لجنہ دائمہ کے سامنے پیش کیا گیا :

سوال :

بعض لوگ ان میں سے ملحد قسم کے لوگ بھی ہیں یہ کہتے ہیں کہ : انبیاء ورسل سے غلطی سرزد ہو سکتی ہے ، یعنی وہ بھی باقی لوگوں کی طرح غلطی کا ارتکاب کرسکتے ہیں ۔

اوروہ یہ کہتے ہیں کہ : سب سے پہلی خطاء اور غلطی کا ارتکاب کرنے والا آدم علیہ السلام کا بیٹا قابیل تھا جس نے ھابیل کو قتل کیا ۔ ۔ اورداوود علیہ السلام نے اس وقت غلطی کی جب ان کے پاس دو فرشتے آئے توانہوں نے پہلے کی بات سن لی اور دوسرے کی نہ سنی ۔ ۔ اوراسی طرح یونس علیہ السلام کا قصہ جبکہ انہیں مچھلی نے نگل لیا ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زید بن حارثہ رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ قصہ ، لوگ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس میں ایسی بات چھپائی تھی جس کا کہنا اور ظاہر کرنا واجب تھا ۔

اوراسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے صحابہ کے ساتھ قصہ : جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ فرمایا کہ : تم اپنے دنیاوی معاملات کو زیادہ جانتے ہو ، تووہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس میں غلطی کی ۔

اوراسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نابینا صحابی کے ساتھ قصہ :{ وہ ترش رو ہوا اور منہ موڑلیا، (صرف اس لئے کہ) اس کے پاس ایک نابینا آیا }۔

توکیا حقیقتا انبیاء اور رسل غلیطی کا ارتکاب کرتے ہیں، اور ہم ان گناہگار لوگوں کا ردکیسے کریں ؟

جواب :

جی ہاں انبیاء ورسل سے خطاء اور غلطی ہوسکتی ہے لیکن اللہ تعالی انہیں اس غلطی پر رہنے نہیں دیتا بلکہ ان پر اوران کی امتوں پر رحمت کرتے ہوئے انہیں ان کی خطاء بتا کر اس لغزش کو معاف کر دیتا ہے اور اپنی رحمت و فضل سے ان کی توبہ قبول کرتا ہے، اور اللہ تعالی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے، جس طرح کہ ان آیات میں غور فکر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے جو اس سوال کے موضوعات کے متعلقہ ہیں۔

اور یہ کہ آدم علیہ السلام کے دونوں بیٹے باوجود اس کے وہ دونوں انبیاء میں سے نہیں پھر بھی اللہ عزوجل نے اس کا اپنے بھائی کے ساتھ غلط اور برے کام کو بیان کیا ہے۔ ۔ انتہی۔

عبدالعزیز بن باز رحمہ اللہ- عبدالرزاق عفیفی- عبداللہ بن غدیان- عبداللہ بن قعود "فتاوی اللجنۃ الدائمۃ (194/3) فتوی نمبر 6290

سوم : اور رہا مسئلہ رسالت سے قبل کا تو علماء نے یہ کہا ہے کہ ہوسکتا ہے رسالت سے قبل ان سے بعض صغیرہ گناہ سرزد ہوں لکن کبیرہ اورہلاک کردینے والے تو ممکن ہی نہیں مثلا زنا، شراب نوشی، وغیرہ تو نبوت سے قبل بھی وہ ان سے معصوم ہیں۔

اور رہا یہ کہ رسالت و نبوت کے بعد تو صحیح بات یہی ہے کہ بعض اوقات ان سے صغیرہ ہوسکتے ہیں لیکن وہ ان پر ہی نہیں رہتے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں :

اور جمہور علماء سے جو عام نقل کیا جاتا ہے کہ وہ صغیرہ گناہوں سے معصوم نہیں لیکن وہ اس پر ثابت نہیں رہتے، اور نہ ہی علماء یہ کہتے ہیں کہ ان سے ان کا کسی حال میں بھی وقوع نہیں ہوتا۔

اور امت کے گروہوں میں سے عصمت مطلق کا قول سب سے پہلے نقل کیا گیا جو کہ رافضہ کا ہے اور وہ بہت بڑا ہے وہ یہ کہ وہ کہتے ہیں کہ جو بھول اور تاویل اور سھو بھی ہو وہ اس سے بھی معصوم ہیں۔ مجموع الفتاوی (320/4)

= انبیاء ورسل اللہ تعالی کی طرف سے دین کی تبلیغ میں معصوم ہیں :

شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں :

وہ آیات جو کہ انبیاء کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں وہ اس چیز پر دلالت کرتی ہیں کہ انبیاء اللہ تعالی کی جانب سے جو بھی خبر دیتے ہیں اس میں وہ معصوم ہیں تو انکی وہ خبر حق ہی ہوتی ہے، اور نبوت کا معنی بھی یہی ہے کہ اللہ عزوجل نبی کو غیب کی خبر دیتا ہے اور نبی وہ غیبی خبر لوگوں تک پہنچاتا ہے، اور رسول اس بات کا مامور ہوتا ہے کہ وہ مخلوق کو دعوت اور ان کے رب کی رسالت کی تبلیغ کرے۔ مجموع فتاوی (18/7)

چہارم : اور وہ خطاء اور غلطی جو کہ بغیر قصد وارادہ کے ہوتی ہے وہ دو طرح کی ہے :

دنیاوی امور میں غلطی کرنا تو اس کا وقوع ہوسکتا ہے اور اس کے وقوع میں رسول بھی باقی انسانوں کی طرح بشر ہی ہیں اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ہوئی، وہ دنیاوی امور مثلا: زرعی اور طبی اور لکڑی وغیرہ کے کام وغیرہ کے معاملات میں، وہ اس لئے کہ اللہ تعالی نے ہمیں یہ نہیں فرمایا کہ میں نے تمہاری طرف تاجر یا پھر مزارع یا ڈاکٹر و حکیم یا بڑھئی بھیجا ہے تو ان معاملات میں خطاء و غلطی فطرتی اور جبلی چیز ہے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت میں کوئی جرح وقدح نہیں کر سکتی۔

رافع بن خدیج رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ کھجوروں کی تلقیح کرتے تھے، یعنی نر کھجور کا شگوفہ مادہ میں لگاتے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا یہ کیا کرتے ہو تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم اسے ملاتے ہیں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم یہ نہ کیا کرو تو تمہارے لئے بہتر ہے، تو انہوں نے یہ کام چھوڑ دیا تو کھجوریں کم ہوئیں جس کا انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تو تمہاری طرح ایک بشر ہوں جب میں تمہیں تمہارے دین کے متعلق کوئی حکم دوں تو اسے قبول کرلیا کرو، اور جب میں اپنی رائے سے کوئی حکم دوں تو میں تمہاری طرح ایک بشر ہوں۔ صحیح مسلم حدیث نمبر (2361) اور تابیر تلقیح کے معنی میں ہے۔

تو ہم دیکھتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس مسئلہ میں خطا کر گئے جو کہ ایک دنیاوی معاملہ نے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی سب انسانوں کی طرح ایک انسان ہیں لیکن وہ دینی معاملات میں خطا نہیں کرتے۔

اور رہا یہ معاملہ کہ دینی معاملات میں غیر ارادی اور غیر قصد کے خطاء تو اس میں علماء کے اقوال میں سے راجح قول یہ ہے کہ اس طرح کی غیر ارادی غلطی نبی سے ہو سکتی ہے لیکن یہ فعل کے اعتبار سے خلاف اولی ہے۔

تو نبی علیہ السلام کو ایسا مسئلہ پیش آسکتا ہے جس کے بارہ میں اسکے پاس شرعی نص نہیں جس کی طرف رجوع کرکے اسے حل کرے تو نبی علیہ السلام اسے اپنی رائے سے حل کرتے ہیں جس طرح کہ علمائے اسلام میں سے کوئی عالم اجتہاد کرے تو اگر وہ اجتہاد صحیح ہو تو اسے ڈبل اجر ملتا ہے اور اگر اس میں وہ خطا کرلے تو اسے ایک اجر ملتا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی اسی طرح ہے کہ (جب کوئی حاکم فیصلہ کرتے ہوئے اجتہاد کرتا ہے تو اگر اس کا اجتہاد صحیح ہو تو اسے ڈبل اجر ملے گا اور اگر اس نے اجتہاد کیا اور اس میں غلطی کر بیٹھا تو اسے ایک اجر ملے گا) صحیح بخاری حدیث نمبر (6919) صحیح مسلم حدیث نمبر (1716) اسے ابو ھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ نے روایت فرمایا ہے۔

تو ایسا ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنگ بدر کے قیدیوں کے بارہ میں ہو بھی۔

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے جنگ بدر کے دن قیدیوں کے متعلق مشورہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالی نے ان میں سے کچھ لوگوں کو تمہاری قید میں دے دیا ہے، تو عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گردنیں اتار دیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دوبارہ کہا کہ اللہ تبارک وتعالی نے ان میں سے کچھ لوگوں کو تمہاری قید میں دے دیا ہے حالانکہ کل تک تو وہ تمہارے بھائی تھے۔

تو راوی کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی گردنیں اتار دیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اعراض کرلیا اور پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم آئے اور لوگوں کے سامنے وہی بات دہرائی، تو ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ پسند فرمائیں تو انہیں معاف کرکے ان سے فدیہ وصول کرلیں۔

تو راوی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے وہ غم جاتا رہا جو کہ اس سے پہلے تھا، تو راوی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف فرما دیا اور ان سے فدیہ قبول کرلیا۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمادی :

.{نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے یہ مناسب نہیں تھا کہ ان کے پاس قیدی ہوں قبل اس کے کہ وہ زمین میں کافروں کا خوب قتل کرلیتے تم لوگ دنیاوی فائدے چاہتے تھے، اور اللہ تعالی تمہارے لئے آخرت کی بھلائی چاہتا تھا اور اللہ تعالی زبردست بڑی حکمتوں والا ہے، اگر اللہ تعالی کی طرف سے ایک بات پہلے سے لکھی نہ جاچکی ہوتی تو تم نے جو مال قیدیوں سے لیا ہے اس کے سبب سے ایک بڑا عذاب تمہیں آلیتا}.الانفال/66-67 مسند احمد حدیث نمبر (13143)

تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اس حادثہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس مسئلہ میں کوئی صریح اور واضح نص نہیں تھی کہ قیدیوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتھاد اور اپنے صحابہ سے مشورہ کیا تو ترجیح میں خطا ہوگئی کہ اولی تو یہ تھا کہ انہیں قتل کیا جائے تاکہ کفر کی کمر ٹوٹ جائے اور فدیہ لینا جائز تھا تو آپ نے کم تر چیز کو اختیار کیا جس میں خطا ہوگئی تو اللہ تعالی نے یہ آیات نازل فرمادیں۔

تو اس طرح کہ حادثات و واقعات حدیث اور سنت میں بہت ہی کم ہیں تو ہمارے لئے یہ واجب ہے کہ ہم یہ عقیدہ رکھیں کہ انبیاء ورسل معصوم ہیں اور وہ اللہ تعالی کی نافرمانی اور معصیت نہیں کرتے۔

اور ہمیں انتہائی زیادہ متنبہ رہنا چاہئے کہ جو یہ کہہ کر کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیاوی امور میں خطا کرسکتے ہیں اس کا ارادہ ہو کہ وہ وحی میں طعن کرے، حالانکہ ان دونوں دینی اور دنیاوی امور میں بہت فرق ہے، اور ایسے ہی ہم ان گمراہ لوگوں سے بھی ہوشیار رہیں جو یہ کہتے ہیں کہ بعض وہ احکام شرعیہ جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائے ہیں وہ اجتھادات شخصیہ ہیں ان میں خطاء وصواب کا امکان ہے، ان گمراہ لوگوں کو اللہ تعالی کا یہ فرمان نظر نہیں آتا کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے :

.{اور وہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی خواہش سے تو بولتے ہی نہیں یہ تو وحی ہے جو کہ ان کی طرف وحی کی جاتی ہے}.۔

ہم اللہ تعالی سے دعا گو ہیں کہ ہمیں انحراف سے دور رکھے اور گمراہی سے بچائے، آمین۔

واللہ تعالی اعلم.